خطبہ نمبر ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطباتِ جمعہ

موضوع: شب براءت

مرتب: مولانا محمد اکبر علی قادری
باگی، جالون (یو۔پی۔)

پیش کش: روشن مستقبل دھلی
Facebook: maqalat (page)
Whatsapp +91 9039778692

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا۔ وَالصلوۃ وَالسّلام عَلٰی سیدنا ومولانا محمد المصطفٰے۔ وعلیٰ آلہ واصحابہ اہل الصدق والصفا۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا (26) إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (27الاسراء)

ورُوِی عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا ، فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا " (بخاری شریف)

صدق اللہ مولانا العظیم، وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاہدین والشاکرین والامنین والمطمئنین والحمد للہ رب العالمین۔

عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ القِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً» ، (ترمذی شریف)

سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا، جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھا ہو گا۔

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل واصحاب سیدناومولانامحمد بعدد مااختلف الملوان وتعاقب العصران و کرّالجدیدان واستقلّ الفرقدان وبلّغ روحہ وارواح اھل بیتہ واصحابہ منا التحیۃ والسلام وبارک وسلم علیھم کثیرا کثیرا۔

نعت پاک کے چند اشعار سماعت فرمالیجیے۔

وجہ تخلیق کائنات ہیں آپ　　اور جامع جمیع صفات ہیں آپ

ہے بقا آپ ہی سے عالم کی　　کیسے کہہ دوں کہ بے حیات ہیں آپ

کی عطا خلد بھی ربیعہ کو　　حق ہے مختار ممکنات ہیں آپ

صاحبِ معجزات تھے لیکن　　بخدا جانِ معجزات ہیں آپ

خوف دارین کا نہیں ہم کو　　دافع جملہ مشکلات ہیں آپ

پڑھ کے جان حدیث و قرآن کو　　واقف جملہ مخفیات ہیں آپ

پائے گا جو بھی مانگ لے اکبرؔ　　قاسم جملہ مقسمات ہیں آپ

(از۔ محمد اکبر علی برکاتی)

خطبہ مسنونہ کے بعد جو آیت کریمہ اور حدیث پاک تلاوت کی، سب سے پہلے ان کا آسان ترجمہ سماعت فرمالیجیے۔

اور رشتے داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اُڑا۔ بے شک فضول اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ (کنزالایمان)

حدیث پاک کا ترجمہ ہے:

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ رشک کرنا صرف دو ہی قسم کے آدمیوں کے لیے جائز ہو سکتا ہے۔ اوّل وہ شخص جسے اللہ رب العزت نے مال دیا اور اسے حق اور مناسب جگہوں پر خرچ کرنے کی توفیق بھی بخشی۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ جل مجدہٗ نے حکمت (عقل، علم قرآن و حدیث اور معاملہ فہمی) عطا فرمائی ہے، تو وہ اپنے علم و حکمت کے مطابق حق فیصلہ کرتا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔

محترم و مکرم حضرات! یہ مہینہ شعبان المعظم کا ہے۔ اس میں اسی مہینے کے فضائل، اس میں پڑھی جانے والی خصوصی دعائیں، وظائف، نمازیں، اور روزوں کا بیان ہونا چاہیے تھا، لیکن اُمتِ مسلمہ کے حالات دیکھ کر آج میرا جی کرتا ہے کہ میں وہ کام کروں جو ایک طبیب ایسے مریض کے ساتھ کرتا ہے، جس کے جسم میں فاسد مادّہ پیدا ہو گیا ہو۔ اس فاسد مادّہ کو جسم سے الگ نہ

کرنے کی صورت میں دوسرے اعضا کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اسے کاٹ کر نکالنا ہی مریض کے ساتھ مہربانی و احسان ہے۔ بھلے ہی مریض کو وقتی تکلیف برداشت کرنا پڑے۔ فاسد مادّہ کاٹنے میں مریض کو ہونے والی وقتی تکلیف کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ ہمارے نوجوانوں میں دینی علوم سے دوری اور اسلامی اخلاق وآداب کے مطابق تربیت نہ ہونے کی وجہ سے عملی بے راہ روی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ انہیں خبر ہی نہیں کہ ہم جو کام جائز یا ثواب سمجھ کر کیے جا رہے ہیں، شریعت مطہرہ میں اس عمل کی حیثیت ثواب دلانے کی ہے بھی یا نہیں۔ کیونکہ ثواب تو اسی عمل پر ملے گا جو اللہ جل مجدہٗ اور اس کے مقدس رسول ﷺ کو پسند ہو۔ اگر ایسا کام کیا جو اللہ عزوجل کو ناپسند ہے، تو آپ کے لیے ثواب نہیں، عذاب کا سبب ہو گا۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو مال ودولت سے نوازا، یہ اُس کا محض فضل وکرم ہی ہے۔ ورنہ لاکھ کوششوں کے باوجود انسان کچھ حاصل نہیں کر پاتا۔ مال ودولت ہو، یا جاہ ومرتبہ، صحت وجوانی ہو یا حسن کی دولت، الغرض جو بھی ملا وہ اللہ جل شانہٗ کی عطا سے ملا ہے۔ یہ تمام نعمتیں عطا فرما کر آپ کو آزمایا گیا ہے کہ ان کا شکر ادا کرتے ہو یا ناشکری، ان کا استعمال اللہ عزوجل کی اطاعت وفرمانبرداری میں کرتے ہو یا سرکشی ونافرمانی میں۔ اللہ جل شانہٗ سے امید ہے کہ وہ اس بیان سے مومنین کو ضرور فائدہ پہنچائے گا۔ کیونکہ اچھی باتوں سے نصیحت قبول کرنا مومن کی شان ہے۔ قرآن مقدس میں ارشاد ہے:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ. (55 الذاریات)

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارا نوجوان آج ایسے کاموں میں زیادہ ملوث ہے جو ہمارے خالق ومالک کی ناراضی کا سبب ہیں۔ خصوصاً جب شبِ برأت آتی ہے تو اس رات، اور اس سے پہلے اور بعد والے دن میں روزہ، نماز، صدقات وخیرات میں اضافہ کرنا چاہیے۔ تاکہ یہ دن جس میں اللہ عزوجل اپنی خاص رحمتوں کا نزول فرماتا ہے۔ حضرت سیدنا احمد بن حسین ابو بکر بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۴۵۸ھ نے اپنی مشہور کتاب "شعب الایمان" میں ایک روایت حضرت عثمان بن محمد بن المغیرہ بن الاخنس کے ذریعے درج فرمائی ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ الْأَخْنَسِ، قَالَ: "تُقْطَعُ الْآجَالُ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى شَعْبَانَ"، قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْكِحُ، وَيُولَدُ لَهُ، وَقَدْ خَرَجَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتَى۔ (شعب الایمان)

ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک ہونے والی موتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ فرمایا: انسان نکاح کرتا ہے، اس کے یہاں بچہ کی ولادت بھی ہوتی ہے، حالانکہ اس کا نام اس سال مرنے والوں کی فہرست میں درج ہو چکا ہوتا ہے۔

مسلمانوں میں یہی روایت زیادہ مشہور ہے، اسی وجہ سے اس رات کو گزشتہ سال کا نامۂ اعمال پورا ہو کر آنے والے نئے سال کا نامہ اعمال شروع ہونا مانا جاتا ہے۔ (حالانکہ اس سے زیادہ مستند روایات لیلۃ القدر کے بارے میں ہیں)۔ لہٰذا اس رات سے پہلے والے دن میں روزہ رکھنا چاہیے، تاکہ نامۂ اعمال میں آخری دن روزہ دار ہونا لکھا ہو۔ رات میں نمازیں، تلاوتِ قرآن مقدس، مزاراتِ اولیاء اور خاندانی یا احباب کی قبروں کی زیارت، ان کے لیے ایصالِ ثواب، صدقات و خیرات کرنا چاہیے ۔ بعض جگہ ۱۴ شعبان کے دن ایک دوسرے سے ملنے، آپسی گلے شکوے دور کرنے اور ایک دوسرے سے معافی مانگنے اور معاف کرنے کا بھی رواج ہے۔ یقیناً یہ بھی بہت ہی عمدہ چیز ہے، کیونکہ یہ رات ان مواقع میں سے ہے جن میں اللہ عزوجل اپنے بندوں پر خصوصی نظر رحمت فرما کر بہت سے گنہگاروں کی بخشش فرما کر جہنم سے آزادی عطا فرما دیتا ہے۔ لیکن مشرکین اور وہ مسلمان اس عام بخشش سے محروم رہ جاتے ہیں، جو ایک دوسرے سے بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ اسی مفہوم کی حدیث پاک کا متن بھی سماعت فرمالیجیے۔

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ عَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ إِلَّا رَجُلٍ مُشْرِكٍ أَوْ فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ " (شعب الایمان باب صوم شعبان)

لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے نوجوان یہ سب نہ کر کے ۱۳، شعبان کا دن آتش بازی کی خریداری، موٹر سائیکلوں میں کرتب دکھانے کی تیاری میں گزار دیتے ہیں۔ پٹاخے چھڑانا، ہڑدنگ مچانا، آتش بازی سے خود گھر والوں اور پڑوسیوں، محلے والوں کو پریشان کرنا، اپنی یا اپنے گھر والوں کی خون پسینہ کی کمائی برباد کرنا ہے، پٹاخوں کی آواز سے مریضوں ، بچوں اور اسے ناپسند کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ تمام کام یقیناً ناجائز ہیں۔

ہمارے نوجوان اپنی پہلی شام ہی ارتکابِ گناہ سے کرتے ہیں۔ جبکہ سال کا اختتام اللہ عزوجل کے احکام و فرامین کی نافرمانی کرنے کی تیاری میں صرف کر دیتے ہیں۔ جو دن و رات اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے توبہ کرنے، بارگاہِ ذوالجلال والاکرام میں رونے گڑگڑانے کے تھے، ان میں لہو و لعب اور دنوں کے مقابلے زیادہ کرتے ہیں۔ نہ سال کی ابتدا خدائے قدوس کی رضا و خوشنودی سے ہوئی اور نہ ہی انتہا، درمیان میں بھی کبھی انگریزوں کے نئے سال کی خوشی میں منکراتِ شرعیہ کے مرتکب ہوئے، تو کبھی اپریل فول اور ویلنٹائن ڈے منا کر۔ حتی کے بہت سے مسلمانوں کی عید و بقر عید بھی سنیما ہال میں نئی فلم دیکھے بغیر مکمل نہیں ہوتی، خواہ کتنا ہی مہنگا ٹکٹ خریدنا پڑے۔ فلم ساز بھی مسلمانوں کی اس بری عادت سے واقف ہیں، اسی وجہ سے عید کے قریب اپنی نئی فلم ضرور جاری کرتے ہیں۔

بہت سے ادھیڑ یا عمر دراز مسلمان یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ بچے ہیں، ابھی نابالغ یا ناسمجھ ہیں۔ ان پر شریعت کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ لہٰذا ابھی ان کے لیے آتش بازی یا دیگر فضول خرچی کرنے میں گناہ نہیں ہے۔ تو محترم حضرات عرض ہے کہ بچے یقیناً

چھوٹے ہیں، ابھی مکلّف نہیں ہیں۔ لیکن آپ تو بچے نہیں ہیں۔ اپنے بچوں کو اپنی کمائی سے برباد کرنے کے لیے دیتے ہو اس کا گناہ آپ پر ہے۔ بلکہ دوہرا گناہ ہے۔ کیونکہ ایک تو اپنی دولت برباد کرنا، دوسرے اپنے بچے کی عادت خراب کرنا۔ اسے اللہ عزوجل کی نافرمانی پر دلیر کرنا ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے، اس میں اللہ عزوجل نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطانوں کا بھائی فرمایا ہے۔ اس میں ایک لفظ تبذیر ہے۔ آیئے اب ہم لفظ تبذیر کی وضاحت صحابہ و تابعین سے ہی سمجھیں۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: التَّبْذِيرُ: الْإِنْفَاقُ فِي غَيْرِ حَقٍّ. وَكَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ. (تفسیر ابن کثیر)

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعۃ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حبرالامۃ ابن عم رسول کریم ﷺ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لفظ 'تبذیر' کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، تبذیر حق کے علاوہ میں خرچ کرنا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَوْ أَنْفَقَ إِنْسَانٌ مَالَهُ كُلَّهُ فِي الْحَقِّ، لَمْ يَكُنْ مُبَذِّرًا، وَلَوْ أَنْفَقَ مُدًّا فِي غَيْرِ حَقِّهِ كَانَ تَبْذِيرًا. (تفسیر ابن کثیر)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد سیدنا حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد ۲۱، ہجری۔ متوفی ۱۰۳، ہجری نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: اگر کسی انسان نے راہِ حق میں (یا جائز ضروریات) میں تمام مال خرچ کر دیا، تب بھی فضول خرچی کرنے والا نہ ہو گا۔ اور اگر ایک مد بھی ناحق خرچ کیا تو یہ عمل تبذیر ہے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ: التَّبْذِيرُ: النَّفَقَةُ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ تَعَالَى، وَفِي غَيْرِ الْحَقِّ وَفِي الْفَسَادِ۔ (تفسیر ابن کثیر)

مشہور محدث وفقیہ تابعی سیدنا حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کریمہ میں لفظ تبذیر کی وضاحت اس طرح فرمائی۔ اللہ عزوجل کی معصیت، ناحق کاموں اور فساد پھیلانے میں جو بھی خرچ کیا جائے، وہ تبذیر ہے۔

وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (الا نعام141)

اور بیجا نہ خرچو بیشک بیجا خرچنے والے اسے پسند نہیں ہیں۔ (کنزالایمان)

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت کئی احادیث واقوالِ ائمہ درج ہیں، جن میں سے کچھ ملاحظہ فرمالیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مِنَ الْإِسْرَافِ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ "

(۵۳۳۴ شعب الایمان / سنن ابن ماجہ ۳۳۵۲ / معرفۃ الصحابہ للامام احمد)

خادم رسول مقبول ﷺ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اسراف ہے کہ جو تمہارے جی میں آئے اسے کھاؤ۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ، فَرَأَى كِسْرَةً مُلْقَاةً، فَأَخَذَهَا فَمَسَحَهَا، ثُمَّ أَكَلَهَا، وَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ أَكْرِمِي كَرِيمًا، فَإِنَّهَا مَا نَفَرَتْ عَنْ قَوْمٍ قَطُّ، فَعَادَتْ إِلَيْهِمْ» (سنن ابن ماجہ باب من الاسراف)

اُم المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کاشانۂ اقدس میں تشریف فرما ہوئے توروٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ نے اسے اُٹھایا، صاف کیا، پھر اسے تناول فرمالیا۔ اور فرمایا: اے عائشہ! احترام کے قابل چیز (یعنی اللہ جل مجدہ کے عطافرمودہ رزق) کی عزت کیا کرو۔ اس لیے کہ جب کبھی کسی قوم سے اللہ جل شانہ کا رزق پھر گیا، توان کی طرف واپس نہیں آیا۔

اس حدیث پاک میں آقا کریم ﷺ نے رزق کی عزت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور رزق کی قدر نہ کرنے پر اس کے چلے جانے کی بھی خبر دی۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ جب کسی قوم سے رزق میں فراخی اُٹھالی جاتی ہے تو واپس نہیں آتی۔

اس حدیث پاک سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے. اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی مرضی کے مطابق ہی اس میں تصرف کیا جائے۔ اگر اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہیں گے تو یقیناً ان میں اضافہ ہو گا۔ جبکہ ناشکری کرنے پر خدائے قہار و جبار کے قہر و غضب میں گرفتار ہونے کا خطرہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (7ابراہیم)

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنادیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔ (کنزالایمان)

غور کیجیے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں دولت و عزت، صحت و حسن، امن و امان جیسی بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ تا کہ اس کا شکر کریں، لیکن اس کے بر خلاف ہم اسی کے عطا کردہ مال و دولت کو اسی کی نافرمانی میں خرچ کرتے ہیں۔ افسوس اس پر ہے کہ اسے گناہ نہیں بلکہ کارِ ثواب سمجھتے ہیں۔ اگر گناہ سمجھ کر ہی کرتے تب بھی گناہ ہی تھا لیکن امید تھی کہ جب یہ احساس ہوتا کہ ہم سے گناہ ہوا ہے۔ تو اس رحمان و رحیم، ستار و غفار کی بارگاہ میں رو کر، گڑ گڑا کر توبہ کر لیتے۔ اُمید ہے وہ معاف فرمادیتا۔ لیکن جب ذہن میں یہ بات راسخ ہے کہ ہم نے گناہ کیا ہی نہیں ہے، تو توبہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بچوں کو تو کہتے ہیں کہ سمجھ نہیں رکھتے مگر بزرگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ بھی برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ (2المائدہ)

اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (کنزالایمان)

لہذا بزرگوں کو چاہیے کہ بچوں کو نیکی کی ترغیب دیں اور برائی سے روکیں۔ سماج و قوم میں بخیل کہے جانے کے خوف سے بچوں کو ناجائز خرچنے کے لیے رقم نہ دیں۔ بلکہ اللہ عزوجل سے ڈریں، جس کا قرآن مقدس نے ہمیں حکم دیا ہے۔ لیکن ہم اس کا اُلٹا کرتے ہیں۔ سیدنا مصلح الدین حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "گلستاں" کے آٹھویں باب میں فرمایا ہے:

خبیث راچو تعہد کنی وبنوازی　　　بدولت توگنہ میکند بانبازی

یعنی جب تم کسی نالائق کو مال و دولت دوگے تو اس مال سے گناہ کرے گا لہٰذا تم بھی اس گناہ میں شریک ہوگے۔

اولاد کی ہر بات نہیں مانی جاتی، ناجائز فرمائشوں کو پورا نہ کرنا بلکہ ان کی ایسی فرمائش کو سختی سے روکنا بھی ضروری ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ (6التحریم)

اے ایمان والو اپنی جانوں اوراپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

حدیث پاک میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ: سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» ، قَالَ: فَسَمِعْتُ هَؤُلاَءِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» (بخاری شریف)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا کہ۔ تم میں سے ہر فرد ایک طرح کا حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہو گا۔ پس بادشاہ حاکم ہی ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہو گا۔ ہر انسان اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا حاکم ہے اور اس سے

اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔انہوں نے بیان کیا کہ یہ سب میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد اپنے والد کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ پس ہر شخص حاکم ہے، ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

اپنی گھریلو سلطنت بخیر وخوبی چلانے کے لیے کس قدر سختی کر سکتے ہیں، ان احادیث طیبہ سے سمجھ لیجیے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ؛ فَإِنَّهُ لَهُمْ أَدَبٌ» (المعجم الكبير للطبراني)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلِّقْ سَوْطَكَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُكَ» (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰)

یہ دونوں روایتیں جو سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں۔ان کا خلاصہ یہی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر میں کوڑا ایسی جگہ لٹکائے رکھو جہاں گھر والوں کی نظر پڑتی رہے۔ تاکہ انہیں غلط کام کرنے کی جرأت نہ ہو۔اس سے وہ مؤدب رہیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ» (سنن ابوداود شریف)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جب کسی کو مارو تو چہرے پر نہ مارو

«قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِمِرْدَاسٍ الْمُعَلِّمِ إِيَّاكَ أَنْ تَضْرِبَ فَوْقَ الثَّلَاثِ، فَإِنَّكَ إِذَا ضَرَبْت فَوْقَ الثَّلَاثِ اقْتَصَّ اللهُ مِنْكَ» (الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین شامی کتاب الصلوۃ)

حضور اقدس ﷺ نے مرداس نامی معلم سے فرمایا: تین ضرب سے زیادہ نہیں مار سکتا۔ اگر تو نے اس سے زیادہ مارا تو اللہ رب العزت تجھ سے قصاص لے گا۔

علمائے کرام نے ان روایات کی شرح میں فرمایا کہ۔نابالغ بچے کو چھڑی سے نہ مارو بلکہ اس کی پیٹھ یا گردن پر ہلکی ہلکی تین چپت لگا سکتے ہو۔ جبکہ بالغ کو چھڑی سے بھی مارا جا سکتا ہے، لیکن اس میں بھی قید ہے کہ چھڑی کے نشانات اس کے جسم پر ظاہر نہ ہوں اور نہ ہی کوئی عضو ٹوٹے پھٹے۔(ماخوذ از۔شامی باب الصلوۃ)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ. (ترمذی شریف)

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

اس حدیث پاک میں ایک صاع سے بہتر ایک ادب کی بات بتانا فرمایا ہے۔ غور کیجیے صاع، ۴ کلو، ۹۴ گرام کا ہوتا ہے۔ اتنے گیہوں کی ہی اگر قیمت دیکھی جائے تو تقریبا ایک سو روپیہ ہو گی۔ جبکہ جو اچھی بات اسے بتائی گئی ہے اس سے زندگی بھر دینی و دنیاوی یا دونوں فائدے اٹھائے گا۔ اور اس فائدہ کی کوئی حد مقرر نہیں کر سکتے۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ (ترمذی)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اچھے ادب سے بہتر کسی باپ نے اپنے بیٹے کو کوئی تحفہ نہیں دیا۔

حضور اقدس ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ روپیہ، پیسہ، سونا، چاندی، زمین، جائداد، مکان، دکان، یا دیگر اسباب سے بہتر ہے بلکہ فرمایا۔ ایک باپ جو کچھ بھی اپنی اولاد کو دے سکتا ہے ان میں سب سے بہتر حسن ادب کی تعلیم ہے۔

اس لیے اپنی اولادوں کو اچھی تعلیم کے ساتھ اچھا ادب بھی سکھائیں. یہ آپ کا فریضہ ہے, اور اس کے بارے میں قیامت کے دن آپ سے سوال کیا جائے گا.

میرے بیان کرنے میں جانے انجانے جو بھی خامیاں ہوئی ہوں اللہ عزوجل اپنے رحم و کرم سے معاف فرمائے۔ آمین